عجائب الاسفار
سفرنامہ ابن بطوطہ کے اردو تراجم

نسیم بانو☆

Abstract

Ibn e Batuta's name is proverbial in the history of travelogues.He traveled around the world in 14th century and compiled his travelogue" Tohfatun Nazzar fi Ghraeb ul Amsar wa Ajaeb ul Asfaar" which is called "Ajaeb ul Asfaar" shortly. It is not only a travelogue but is the important source of the history of the world.It has been translated into a lot of developed languages of the world.It has been paid attention due to its historical importance in the literary circles of Urdu.Till now, it has been translated many times.Translators have written detailed comments with references along with translation of origional text and have pointed out its historical mistakes also.The discussions of those translations have been alluded to in this article.

سفرنامے کی تاریخ میں غالب حصہ مسلمان سفرنامہ نگاروں کا ہے۔ ابتدائی عہد کے جن مسلمان سیاحوں نے سیاحت، تجارت، مقاماتِ مقدسہ کی زیارت یا کسی اور غرض سے غیر ممالک کا سفر کیا ان میں سے بیشتر نے اپنے مشاہدات و تجرباتِ سفر کا احوال سفرناموں کی صورت میں قلم بند کیا اور تاریخ و جغرافیہ کی بے بہا معلومات کا ایسا خزانہ جمع کیا جو آج بھی تاریخ عالم کا اہم ماخذ سمجھا جاتا ہے۔

☆ لیکچرار شعبہ اردو، گورنمنٹ فاطمہ جناح گرلز کالج، لاہور

عربی میں سفر نامہ نگاری کا آغاز تیسری صدی ہجری میں ہوا۔ احمد بن ابی یعقوب بن واضح الیعقوبی کی تصنیف ''کتاب البلدان'' کو عربی زبان کا پہلا سفر نامہ کہا جاتا ہے۔ ابن واضح نے مصر، آرمینیہ اور ہندوستان سمیت بلادِ اسلامیہ کے تمام شہروں کی سیاحت کی اور ۲۷۸ھ میں وفات پائی (۱) ابن واضح کے بعد ابن خرداذبہ کی ''کتاب المسالک والممالک'' احمد بن فضلان کی ''رحلۃ ابن فضلان'' سلیمان تاجر کی ''اخبار الصین والہند'' ہمدانی کی ''جغرافیہ جزیرۃ العرب'' ابو اسحاق اصطخری کی ''عمدۃ الاقالیم'' مسعودی کی ''مروج الذہب'' ابن حوقل بغدادی کی ''المسالک والممالک والمفاور والمھالک'' علامہ بشاری مقدسی کی ''احسن التقاسیم فی معرفۃ الاقالیم'' البیرونی کی ''کتاب الہند'' ابوعبداللہ بکری کی ''کتاب معجم'' ادریسی کی ''نزہۃ المشتاق'' عبدری کی ''کتاب العبدری'' ابن الوردی کی ''خریدۃ العجائب'' یاقوت الحموی کی ''معجم البلدان'' ابن جبیر اندلسی اور ابن بطوطہ کا سفر نامہ ایسی تصانیف ہیں کہ سفر نامہ نگاری کے باب میں جن کی ہمسری کا دعویٰ کوئی اور زبان نہیں کر سکتی۔ ان میں سے بعض تصانیف پر جدید سفر نامے کی اصطلاح کا اطلاق ممکن نہیں لیکن یہ تصانیف سفر نامہ نگاری کے بنیادی لوازمات کو کافی حد تک پورا کرتی ہیں۔ محدود وسائل اور کمتر ذرائع سفر کے باوجود ان بزرگوں نے تاریخ و جغرافیہ کی جس قدر معلومات جمع کیں اور سیاحت نگاری کا جو اعلیٰ معیار قائم کیا وہ ہمیشہ قابل تحسین رہے گا۔ ان میں سے وسطی عہد کے مسلمان سیاح ابن بطوطہ کے حصے میں جو شہرت اور مقبولیت آئی وہ کسی اور سیاح کو نصیب نہیں ہوئی۔ حتیٰ کہ سیاحت کے باب میں اس کا نام ضرب المثل کی حیثیت اختیار کر گیا۔

ابن بطوطہ کا نام شرف الدین محمد بن عبداللہ بن محمد بن ابراہیم ابوعبداللہ اللواطی الطنجی تھا۔ لیکن تاریخ میں وہ ابن بطوطہ کے نام سے مشہور ہوا۔ وہ ۱۴ رجب المرجب ۷۰۳ھ بمطابق ۲۴ فروری ۱۳۰۴ کو مراکش کے شہر طنجہ میں پیدا ہوا۔ اس نے علوم اسلامیہ کی باقاعدہ تعلیم حاصل کی اور ۷۲۵ھ میں بائیس سال کی عمر میں حج کی نیت سے عازم سفر ہوا۔ الجزائر، طرابلس، اسکندریہ، قاہرہ، شام و فلسطین سے ہوتا ہوا وہ مدینہ منورہ پہنچا۔ مکہ مکرمہ میں حج کی ادائیگی کے بعد وہ عراق چلا گیا۔ وہاں سے ایران کے شہروں اصفہان و شیراز تک گیا۔ پھر عراق کے راستے واپس مکہ مکرمہ آیا اور دوبارہ حج کیا۔ حج کے بعد

وہ ایک قافلے کے ساتھ افریقہ کی طرف روانہ ہوا اور افریقہ، یمن، زنجبار، ممباسا، حضر موت، عمان، اناطولیہ، کریمیا، بلغاریہ، قسطنطنیہ، خوارزم، بخارا، سمرقند، بلخ، ہرات، مشہد، نیشاپور، غزنی اور کابل سے ہوتا ہوا ہندوستان میں داخل ہوا۔ وہ سلطان محمد تغلق کے عہد میں دہلی آیا اور یہاں تقریباً نو سال تک مقیم رہا۔ سلطان نے اسے شاہِ چین کے لیے تحائف دے کر روانہ کیا یہ تحائف راستے میں سمندری طوفان کی نذر ہو گئے۔ اس لیے وہ چین جانے کے بجائے مالدیپ اور بنگال کی طرف نکل گیا۔ دو تین سال تک مختلف علاقوں کی سیاحت کے بعد چین پہنچا، یہاں سے واپس ہندوستان آنے کے بجائے وہ عراق، ایران، مصر، تیونس اور اندلس سے ہوتا ہوا ۷۵۰ھ میں واپس اپنے ملک مراکش پہنچا۔ کچھ عرصہ قیام کے بعد وہ سوڈان کی سیر کے لیے نکلا۔ اور ۷۵۵ھ میں واپس اپنے وطن مالوف پہنچا۔ اس نے اپنی زندگی کے ۳۰ سال دنیا کی سیاحت میں صرف کیے۔ اس سیاحت کے دوران اس نے تقریباً ۷۵ ہزار میل کا سفر کیا۔ ۷۵۶ھ میں اس نے اپنا سفرنامہ "تحفۃ النظار فی غرائب الامصار وعجائب الاسفار" کے نام سے قلم بند کیا جسے مختصراً عجائب الاسفار یا رحلۃ ابن بطوطہ کہا جاتا ہے۔

عجائب الاسفار دو حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلا حصہ عرب، عراق، شام، فلسطین، مصر، ترکستان، شمالی و مشرقی افریقہ، وسطی ایشیا، روس، روم اور افغانستان کی سیاحت کے حالات پر مشتمل ہے۔ جب کہ دوسرے حصے میں ہندوستان، مالدیپ، سیلان، سماٹرا، چین، ایران، شام، مصر، اندلس، مراکش اور سوڈان کی سیاحت کا احوال بیان کیا گیا ہے۔

کہا جاتا ہے کہ دورانِ سفر اس کی اصل یادداشتیں لٹ چکی تھیں جس کی وجہ سے اس نے حافظے کی مدد سے یہ سفرنامہ لکھوایا مراکش کے حکمران سلطان ابوعنان کے حکم سے اس کے سیکرٹری محمد بن جزی الکلبی نے ۷۵۷ھ بمطابق ۱۳۵۵ء اس کے سفر کے حالات لکھے۔ ایک رائے یہ بھی ہے کہ یہ سفرنامہ درحقیقت ابن جزی کا خلاصہ کردہ ہے۔ اصل سفرنامہ ناپید ہے (۲) عجائب الاسفار ترجمہ حصہ دوم ترجمہ مولوی محمد حسین، کے آخر میں خاتمہ کی درج ذیل تحریریں ہیں۔ جن سے صورت حال واضح ہو جاتی ہے:

۱) ''یہ سفرنامہ یہاں ختم ہوا۔اس کی تحریر سے آج ۳ ذی الحجہ ۶ ۷۴ھ فراغت ہوئی۔(ابن بطوطہ)

۲)ابن بطوطہ کی تحریر سے یہ سفرنامہ خلاصہ کیا گیا اور ۷۵۷ھ میں ختم ہوا۔(ابن جزی)''(۳)

یقیناً مترجم نے جس عربی متن سے یہ ترجمہ کیا اس کے آخر میں بھی یہ عبارت موجود ہوگی۔ اسی طرح خلاصہ کرنے والے نے جس متن سے خلاصہ کیا ہوگا اس پر مصنف کی طرف سے خاتمہ کی تحریر درج کی گئی ہوگی۔لہذا یقین سے کہا جا سکتا ہے کہ یہ سفرنامہ ابن بطوطہ نے خود لکھا یا لکھوایا۔لیکن اس سفرنامے کا موجود متن اس کا خلاصہ ہے کیونکہ اصل متن تا حال دریافت نہیں ہو سکا اس لئے ابن جزی کے خلاصہ کو ہی ابن بطوطہ کا سفرنامہ تصور کیا جاتا ہے۔

عجائب الاسفار کی تاریخی اہمیت کے پیش نظر دنیا کی تقریباً تمام ترقی یافتہ زبانوں میں اس کا ترجمہ ہوا۔محمد بن فتح اللہ بیلونی نے ابن جزی کے خلاصے کا خلاصہ کیا۔ابتدائی سطح پر بیلونی کے خلاصے کے تراجم ہوئے۔ابن جزی کے اصل عربی متن سے پہلا مکمل ترجمہ فرانسیسی زبان میں سی ڈیفریمری اور بی آر سینگونسٹی نے کیا۔فرانسیسی ترجمہ بمع اصل متن ۱۸۵۳ء سے ۱۸۵۹ء کے دوران چار جلدوں میں پیرس سے شائع ہوا۔اردو میں اس کا پہلا ترجمہ نوازش علی خان نے کیا۔لیکن یہ ترجمہ براہِ راست عربی متن سے نہیں کیا گیا۔نہ ہی یہ ''عجائب الاسفار'' کا ترجمہ ہے بلکہ یہ بیلونی کے خلاصہ الخلاصہ کے انگریزی ترجمہ سے اردو میں منتقل کیا گیا۔اردو میں ''عجائب الاسفار حصہ دوم'' کے عربی متن سے براہِ راست پہلا ترجمہ پیرزادہ مولوی محمد حسین نے کیا۔یہ ترجمہ مطبع رفاہِ عام میں طبع ہوا اور دارالاشاعت پنجاب کی طرف سے شائع ہوا۔اس ترجمہ کے ساتھ مترجم کا سولہ صفحات پر مشتمل انگریزی دیباچہ بھی تھا۔یہ اشاعت اب نایاب ہو چکی ہے۔مولوی محمد حسین نے عجائب الاسفار کا یہ ترجمہ ۶ رمضان المبارک ۱۳۱۵ھ بمطابق ۱۸۹۸ء مکمل کیا۔''جلد دوم از عجائب الاسفار ختم شد'' اس کے ختم ہونے کی تاریخ ہے۔علاوہ ازیں ترجمے کے آخر میں اردو اور فارسی میں کچھ قطعاتِ تاریخ بھی درج ہیں جن سے ترجمے کے تکمیل کی تاریخ نکلتی ہے:

''ہیں عجائب میں سب بیاں سچے
جھوٹ ان میں نہ ایک ماشا ہے

حاشیوں میں ہے سربسر تحقیق
اس میں دعویٰ نہ مجھ کو حاشا ہے
دل لگا توڑ کے سر طاعن
یہ کتاب اک عجیب تماشا ہے“

(۴) ۱۲۹۱+۳۴-۹=۱۳۱۶

چو جلوہ نمود ایں عروسِ جہاں
چنیں گفت بامن سروش جناں
کہ پائے تامل شکستہ بگو
سفرنامہ شیخ تاریخ آں

(۵) ۱۳۴۶-۳۰=۱۳۱۶

دوسری مرتبہ اس کی اشاعت شیخ نذیر حسین وحافظ شریف حسین تاجران کتب دہلی کی طرف سے عمل میں آئی۔ اس ایڈیشن میں مترجم کا اردو دیباچہ شامل ہے۔طبع دوم پر سن اشاعت درج نہیں ہے۔مترجم نے طبع دوم کے دیباچے کے آخر میں یکم ستمبر۱۹۱۳ء کی تاریخ درج کی ہے قومی ادارہ برائے تحقیق تاریخ وثقافت کے شائع کردہ عکس میں تعارف نگار نے طبع دوم کا سال اشاعت ۱۹۱۸ء بتایا ہے۔ جب کہ طبع دوم کے کاتب نے تکمیل کتابت کی تاریخ ۴ ربیع الاول ۱۳۴۵ھ لکھی ہے جو تقریباً ۱۹۲۶ء بنتی ہے۔علاوہ ازیں طبع دوم کے ناشر نے ”عجائب الاسفار حصہ اول“ کے ترجمے کی تمہید میں اس کا سال اشاعت ۱۹۲۷ء بتایا ہے۔(۶)

۱۹۸۳ء میں قومی ادارہ برائے تحقیق تاریخ وثقافت نے دوسرے ایڈیشن کا عکس ڈاکٹر نبی بخش بلوچ کے پیش لفظ اور مترجم مولوی محمد حسین کے تفصیلی تعارف کے ساتھ شائع کیا۔اس طباعت کی کتابت بیسویں صدی کے اوائل میں رائج اردو املا میں ہوئی ہے۔بعض لفظوں کو ملا کر لکھا گیا ہے۔ ہائے دوچشمی کی جگہ ہائے ہوز سے کام لیا گیا ہے۔اس لئے اکثر لفظوں کا املا آج کے قاری کے لیے

مانوس نہیں ہے۔اس ضرورت کے پیش نظر ادارہ تخلیقات لاہور نے مشینی کتابت میں اس کی اشاعت کا اہتمام کیا۔ یہ ایڈیشن ۲۰۰۵ء میں شایع ہوا۔

عجائب الاسفار کے حصہ دوم کا غالب حصہ ہندوستان کے متعلق ہے۔ یقیناً اسی اہمیت کے پیش نظر مترجم نے ترجمے کے لیے دوسرے حصے کا انتخاب کیا۔مولوی محمد حسین کے ترجمہ کو اس حوالے سے اولیت حاصل ہے کہ یہ اردو زبان میں عجائب الاسفار کا پہلا براہ راست ترجمہ ہے۔ وگرنہ اس سے پہلے اردو میں جو تراجم ہوئے وہ بیلونی کے خلاصہ الخلاصہ یا اس کے انگریزی ترجمے سے ترجمہ کئے گئے تھے۔عجائب الاسفار حصہ دوم کے مترجم مولوی محمد حسین عربی زبان پر کامل دست گاہ رکھتے تھے۔تاہم عربی متن سے براہ راست ترجمہ کرتے وقت انھیں کئی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا جن کا ذکر انھوں نے تمہید میں کیا ہے۔ان کے مطابق ابن بطوطہ چوں کہ مغرب اقصیٰ یعنی مراکش کا رہنے والا تھا اس لئے اس کی زبان مرکزی عربی سے مختلف ہے۔زبان کے اس افتراق کی وجہ سے کئی عربی الفاظ غیر مانوس ہیں جن کا ترجمہ مشکل تھا۔ ابن بطوطہ نے تمام دنیا کی سیر کی اس لئے وہ مختلف زبانوں کے الفاظ استعمال کر جاتا ہے۔ترجمہ کرنے والا ایسے الفاظ کی تلاش میں عربی میں کرتا رہ جاتا ہے۔اس نے بعض شہروں کے جو نام لکھے ہیں وہ بھی اب بدل چکے ہیں۔اس لئے ان کا تعین کرنا ایک الگ مسئلہ ہے۔ دوران سفر اس کی اصل یاداشتیں لٹ گئی تھیں، اس نے سفرنامہ حافظے کی مدد سے لکھا ہے۔اس لیے بعض واقعات کے بیان میں اس نے غلطی کی ہے۔اس کے اکثر بیانات پر مبالغے کا گمان ہوتا ہے۔ایسے تمام بیانات کی تصحیح اور اسماء و اماکن کی درستی کے لیے مترجم نے مفصل حواشی کا اہتمام کیا ہے۔جن سے اس ترجمے کی اہمیت دو چند ہوگئی ہے۔مترجم نے ہنٹر کی گزیٹیر، جنرل کننگھم کی رپورٹوں، مارکو پولو کے سفر نامے، آئین اکبری، تاریخ فرشتہ، تاریخ مبارک شاہی، تاریخ فیروز شاہی، دیگر ہم عصر تاریخوں، سفر ناموں، آثار قدیمہ کی تحقیقات، کتبوں اور سکوں کی مدد سے تاریخی بیانات کی تصحیح کی ہے۔سفرنامہ نگار نے اسماء، مقامات اور فاصلوں کے بارے میں جو غلطیاں کیں، مترجم نے انھیں تقابل و موازنے سے درست کیا انھوں نے اپنے مفصل حواشی میں نہ صرف تاریخی کتابوں کا حوالہ دیا ہے بلکہ اکثر مقامات پر ان کے اقتباسات بھی درج کیے ہیں اور ان کی تشریح بھی کی ہے۔اس کے ساتھ ساتھ انھوں نے ابن

بطوطہ کے بعض بیانات کا موازنہ دوسرے مؤرخین کے بیانات سے کرتے ہوئے بعض تاریخی تسامحات کی تصحیح بھی کی ہے۔ یوں ترجمہ کے ساتھ انھوں نے تاریخ کی اصلاح کا فریضہ بھی سرانجام دیا ہے۔ بنگال کی تاریخ کے ضمن میں مؤرخین سے جو غلطیاں سرزد ہوئی ہیں مترجم نے ان کا ذکر خصوصیت سے کیا ہے۔ ابوالفضل، فرشتہ، احمد نظام اور بدایونی نے بنگال میں فخر الدین کی بادشاہت، علی شاہ کے ساتھ اس کی لڑائی اور اس کے قتل کے حوالے سے جو رائے قایم کی ہے، مترجم اس پر ابن بطوطہ کی رائے کو فوقیت دیتے ہیں۔ ان چاروں مؤرخین نے فخر الدین کا سن وفات ۷۴۱ھ لکھا ہے۔ جب کہ ابن بطوطہ نے لکھا ہے کہ وہ ۷۴۶ھ میں بنگال میں تھا اور اس وقت وہاں فخر الدین بادشاہ تھا۔ مترجم اپنے حاشیے میں مسٹر ٹامس کے دریافت کردہ سکوں کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ فخر الدین کے نام کے سکے ۷۵۰ھ تک ملتے ہیں۔ مطلب یہ کہ فخر الدین یقیناً ۷۵۰ھ تک زندہ رہا ہوگا۔ اس لئے ابن بطوطہ کا بیان صحیح اور دیگر مؤرخین کے بیانات غلط ہیں۔ (۷) مترجم کے حواشی اس قدر مفصل اور مستند ہیں کہ بذاتِ خود تاریخ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ یوں یہ ترجمہ محض ایک ترجمہ نہیں بلکہ تاریخ کا ایک اہم ماخذ بن جاتا ہے۔

عجائب الاسفار کا پہلا حصہ بلادِ عرب، مشرقی افریقہ اور افغانستان کی سیاحت کے حالات پر مشتمل ہے۔ حصہ اول کا اردو میں سب سے پہلا ترجمہ مولوی حیات الحسن نے کیا کیا جو ۱۹۰۱ء میں اخبار الوکیل امرتسر کے مطبع سے شایع ہوا۔ یہ ترجمہ اب ناپید ہے۔ حصہ اول کا دوسرا ترجمہ مولانا عطاء الرحمٰن نے کیا جو ۱۹۲۹ء (۱۳۴۸ھ) میں شیخ نذیر حسین و حافظ شریف حسین تاجران کتب دہلی کی طرف سے ناشر کی تمہید اور مترجم کے ایک مختصر دیباچے کے ساتھ شایع ہوا۔ ترجمے کی عبارت سلیس اور رواں ہے۔ مختلف مقامات پر ضروری حواشی دیئے گئے ہیں۔ بعض اہم نکات کی تشریح بھی کی گئی ہے۔ حواشی کے لیے مترجم نے عربی کی قدیم کتب، بیلونی نے خلاصہ سفرنامہ ابن بطوطہ اور بالخصوص مولوی محمد حسین کے ترجمہ عجائب الاسفار حصہ دوم پر بھروسہ کیا ہے۔ عبید اللہ قدسی نے ۱۹۶۱ء میں اس ترجمہ کی تدوین و ترتیب نو کی۔ اس کی بعض اغلاط کو درست کیا اور بعض حواشی کے اضافے کے ساتھ اسے شایع کیا۔ یہی ترجمہ کمپیوٹر کتابت میں ادارہ تخلیقات لاہور کی طرف سے ۲۰۰۵ء میں بار دگر شایع ہو چکا ہے۔

عجائب الاسفار کی طوالت، اصل عربی متن کی عدم دستیابی یا ترجمے کی مشکلات کے پیش نظر

مترجمین کی توجہ اس کے خلاصوں کی طرف زیادہ رہی ہے۔ اردو سمیت بیشتر زبانوں میں اولین سطح پر بیلونی کے خلاصے کا ترجمہ کیا گیا۔ بعض مترجمین نے عربی متن سے براہِ راست خلاصہ کیا اور اپنی اپنی زبانوں میں منتقل کیا۔ اردو میں ایسا ایک ترجمہ ''خلاصہ تحفۃ النظار'' کے نام سے جامعہ عثمانیہ کے سابق پرنسپل مولوی عبدالرحمٰن خان نے ۱۹۴۸ء میں کیا۔ یہ ترجمہ مکتبہ برہان جامعہ مسجد دہلی سے شائع ہوا۔ اس خلاصے میں مترجم نے بعض نقشے بھی شامل کیے۔ مخلص و مترجم نے ایچ۔ اے۔ آر گب کے خلاصے سے بطورِ خاص استفادہ کیا۔ الگ سے حواشی نہیں لکھے لیکن متن کے اندر تبصرہ اور تنقیدی اشارات موجود ہیں۔ مترجم نے ابن بطوطہ کے بعض بیانات سے اختلاف کیا اور انھیں غلط ثابت کیا۔ ابن بطوطہ نے اپنے سفرنامے میں خاقانِ چین کی تجہیز و تدفین کے حوالے سے دلچسپ واقعہ بیان کیا ہے۔ وہ بتاتا ہے کہ جب خاقان مارا گیا تو اس کی تدفین کے لیے ایک بڑا مکان کھودا گیا۔ اس میں نفیس فرش بچھائے گئے اور اسے اس کے ہتھیاروں، برتنوں، چار لونڈیوں اور چھ غلاموں کے ہمراہ دفن کر دیا گیا۔ قبر پر پہلے گھوڑے دوڑائے گئے پھر ان گھوڑوں کو لکڑی کے ذریعے قبر کے اوپر لٹکا دیا گیا۔ وہ مزید بتاتا ہے کہ خاقان کے قتل کے بعد اس کا چچازاد بھائی فیروز بادشاہ بنا اور اس کی مہربانی سے میں چین سے نکلنے میں کامیاب ہوا۔ مولوی عبدالرحمٰن خان ابن بطوطہ کے ان بیانات کو درست تسلیم نہیں کرتے، ان کا کہنا ہے:

> ''ابن بطوطہ کا یہ بیان تاتار بادشاہوں اور سرداروں کے تجہیز و تکفین کی حد تک بالکل صحیح ہے لیکن خاقانِ چین کی تدفین کی نسبت بالکل مشتبہ ہے۔ فیروز نام کا اگر کوئی بھتیجا بغاوت کر کے اس کے تخت پر بیٹھ گیا تو ابن بطوطہ نے اصل چینی یا تاتاری لفظ کے عوض حسب عادت مانوس اسلامی دنیا کا لفظ اس سے ملتا جلتا شاید استعمال کیا ہو۔ چین کی تاریخ میں فیروز نام کا کوئی بادشاہ نہیں گزرا۔ اگر چینی تحریرات صحیح ہوں تو ۱۳۷۱ء میں تو گون تیمور کے بعد تاتاری قانون کا پایہ تخت قراقوم منتقل ہوا جو ابن بطوطہ کے چین سے چلے جانے کے بعد کا کارنامہ ہے۔''(۸)

۱۹۶۱ء میں رئیس احمد جعفری نے سفرنامہ ابن بطوطہ کے دونوں حصوں کا مکمل ترجمہ کیا جو نفیس

اکیڈمی کراچی سے شائع ہوا۔ اس ترجمہ کی خاصیت یہ ہے کہ مترجم نے عجائب الاسفار کے اس جدید تصحیح شدہ عربی متن کو پیش نظر رکھا جو مکتبہ التجاریۃ الکبریٰ، مصر کی جانب سے چھاپا گیا۔ اس سے قبل عجائب الاسفار کے جو تراجم اردو میں شائع ہوئے وہ دونوں حصوں کے الگ الگ تراجم تھے جنھیں مختلف مترجمین نے ترجمہ کیا۔ رئیس احمد جعفری نے عجائب الاسفار کے دونوں حصوں کا یک جا ترجمہ ایک جلد میں کیا۔ مترجم نے اپنے دیباچے میں دعویٰ کیا ہے کہ اب تک اردو میں سفرنامہ ابن بطوطہ کے جو تراجم ہوئے وہ تصحیح شدہ عربی نسخوں سے نہیں ہوئے۔ ان ترجموں کی زبان بھی قدیم ہے۔ متن مستند نہ ہونے کے سبب بعض باتیں چھوٹ گئی ہیں۔ بعض مقامات پر ترجمہ اصل مفہوم سے ہٹ گیا ہے۔ اسماء واعلام کی کتابت بھی حد درجہ غلط ہے اور حواشی کی صورت حال بھی ایسی ہی ہے۔(۹) رئیس احمد جعفری نے اپنے ترجمے میں آج کل کے روزمرہ کو قایم کرنے کی کوشش کی۔ اسماء واعلام کی تصحیح کی اور انھیں جدید املاء میں پیش کیا۔ انھوں نے متروک عبارتوں کا ترجمہ بھی کر دیا ہے جس کے باعث یہ ترجمہ زیادہ قابل اعتبار اور مکمل ٹھہرتا ہے۔ مگر حواشی کے حوالے سے ان کا دعویٰ درست نہیں ہے۔ انھوں نے حواشی مختصر لکھے ہیں۔ متقدمین کے تراجم کے حواشی بالخصوص جلد دوم کے مترجم مولوی محمد حسین کے حواشی سے تقابل کرنے پر اندازہ ہوتا ہے کہ رئیس احمد جعفری نے جا بجا مولوی محمد حسین کے حواشی سے استفادہ کیا ہے۔ اور ان پر اضافہ کرنے کے بجائے انہیں حواشی کو اپنے لفظوں میں پیش کر دیا ہے تاہم تصحیح شدہ اور مکمل متن سے ترجمہ ہونے کے سبب اس ترجمہ کی اہمیت سے انکار ممکن نہیں۔

ابن بطوطہ کا سفرنامہ نہ صرف عالمی ادب کا اہم سرمایہ ہے بلکہ تاریخ عالم کا اہم ماخذ بھی ہے۔ اردو میں اس کے ترجمے کی جس قدر بھی کوششیں ہوئی سب قابل تحسین ہیں تاہم اردو تراجم کے تقابل و موازنے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ مولوی محمد حسین کا ترجمہ اپنی اولیت، روانی وسلاست اور مستند و مفصل حواشی کی بنا پر سب تراجم پر فوقیت رکھتا ہے۔

☆☆☆☆☆

حوالہ جات

(۱) جرجی زیدان، تاریخ آداب اللغۃ العربیۃ، بحوالہ ڈاکٹر رشید رحمت، سہ ماہی، الزبیر، بہاول پور: اردو اکادمی، ۱۹۹۸ء، ص ۵۶۶

(۲) پروفیسر منور علی خان، سفرنامہ ابن بطوطہ، سہ ماہی الزبیر، بہاولپور: اردو اکادمی، ۱۹۹۸ء، ص ۱۶۲۔

(۳) مولوی محمد حسین، مترجم، عجائب الاسفار حصہ دوم، دہلی: شیخ نذیر حسین و حافظ شریف حسین تاجران کتب، س۔ن، ص ۵۰۵

(۴) ایضاً۔ ص ۵۰۶

(۵) ایضاً

(۶) محمد نذیر حسین (تمہید)، عجائب الاسفار حصہ اول مترجمہ مولانا عبدالرحمٰن، دہلی: شیخ نذیر حسین و حافظ شریف حسین تاجرانِ کتب، ۱۳۴۸ھ، ص ۱۴۔

(۷) مولوی محمد حسین، مترجم عجائب الاسفار، حصہ دوم، ص ۳۸۱

(۸) مولوی عبدالرحمٰن خان، خلاصہ تحفۃ النظار، دہلی: مکتبہ برہان، ۱۹۴۸ء، ص ۲۰۴۔

(۹) رئیس احمد جعفری، سفرنامہ ابن بطوطہ (حرفِ آغاز) کراچی: نفیس اکیڈمی، دسمبر ۱۹۶۱ء، ص: ۱۹–۲۰۔